مستند اور مختصر حکایات پر مشتمل
تلخیص
"عیون الحکایات"
NAZ
Writes

یہ رسالہ "عیون الحکایات" کی تلخیص ہے اگر آپ اصل کتاب سے مذکورہ حکایات دیکھنا چاہتے ہیں تو فہرست میں اصل کتاب سے بھی حکایت نمبر ذکر کر دیا گیا ہے۔

امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی رحمہ اللہ ۵۹۶ ہجری

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر کتاب ہے۔

حکایت نمبر	اصل کتاب سے حکایت نمبر	موضوع
16	256	اولیاءاللہ
17	273	باجماعت نماز کی فضیلت
18	296	شرم وحیاء، غیرت
19	321	تقویٰ
20	330	کرامت
21	335	رزقِ حلال
22	342	حرام مال کا وبال
23	349	محاسبہ
24	385	نصیحتیں
25	450	گناہ پر شریک بنانے کا وبال

حکایت نمبر:(1)

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی:

"بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو۔"

لڑکی یہ سن کر بولی: امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟ اس کی ماں بولی: بیٹی! ہمارے خلیفہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟ لڑکی نے کہا: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔

ماں نے یہ سن کر کہا: بیٹی! اب تو تمہیں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔ لڑکی نے یہ سن کر کہا: اللہ تعالیٰ عزوجل کی قسم! میں ہر گز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگرچہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے،

میرا اللہ عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے۔

میں ہر گز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات اسی طرح گلیوں میں دورہ کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کی تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے، اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری تفصیل بتائی،

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے تمام صاحبزادوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ جب سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ہم تو شادی شدہ ہیں۔

پھر حضرت سیدنا عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں، میری شادی کرا دیجئے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔ اس طرح حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔

ثمرہ: اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ دیکھ رہا ہے

حکایت نمبر:(2)

حضرت سیدنا ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ یرموک کے دن میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کر رہا تھااور میرے پاس ایک برتن میں پانی تھا۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں زخمیوں کو پانی پلاؤں گا۔ اتنی ہی دیر میں مجھے میرے چچا زاد بھائی نظر آئے۔ میں ان کی طرف لپکا، دیکھا تو وہ زخموں سے چُور چُور اور خون میں لت پت تھے، میں نے ان کے چہرے سے خون صاف کیااور پوچھا: کیا آپ پانی پیئو گے؟ انہوں نے گردن کے اشارے سے ہاں کی تو میں نے پانی کا پیالہ ان کی طرف بڑھادیا۔

ابھی انہوں نے برتن منہ کے قریب ہی کیاتھا کہ اچانک کسی زخمی کے کراہنے کی آواز آئی، فوراً پیالہ میری طرف بڑھایااور فرمایا: جاؤ، پہلے اس زخمی کو پانی پلاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت سیدنا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ پانی پینا چاہتے ہیں؟ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے ان کو پانی دیا۔ اتنے میں ایک اور زخمی کی آواز آئی، تو انہوں نے فرمایا: جاؤ، پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں پہنچا تو وہ بھی جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے، میں واپس حضرت سیدنا ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو وہ بھی اپنے خالقِ حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں جاچکے تھے۔ پھر میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی واصلِ بحق ہو چکے تھے۔

ثمرہ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

حکایت نمبر:(3)

حضرت سیدنا حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ایک مرتبہ مجھ سے حضرت سیدنا شفیق بلخی رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ چار چیزوں کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ان کا عمل ان کے دعویٰ کے بالکل خلاف ہے :

(1)۔۔۔۔۔لوگ دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے غلام ہیں مگر وہ عمل آزاد لوگوں والے کرتے ہیں۔

(2) ۔۔۔۔۔۔ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہمارے رزق کا کفیل اللہ ربّ العزّت ہی ہے لیکن وہ اس بات پر مطمئن نہیں ہوتے۔

(3) ۔۔۔۔۔ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آخرت کی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے لیکن پھر بھی وہ دنیا کا مال جمع کرنے میں سرگرداں ہیں۔

(4) ۔۔۔۔۔ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ موت برحق ہے لیکن ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے انہوں نے مرنا ہی نہیں۔

ثمرہ: يَآاَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفْعَلُونَ

حکایت نمبر:(4)

حضرت سیّدنا یزید بن صلت الجوشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے ایک عابد و زاہد دوست سے ملنے بصرہ گیا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ ان کی حالت بہت نازک ہے اور شدّتِ مرض سے قریبُ الموت ہیں، ان کے بچے، زوجہ اور ماں باپ اِردگرد کھڑے رو رہے ہیں اور سب کے چہروں پر مایوسی عیاں ہے۔ میں نے جا کر سلام کیا اور پوچھا: آپ اس وقت کیا محسوس کر رہے ہیں؟ یہ سن کر میرے وہ دوست کہنے لگے : میں اس وقت ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے جسم کے اندر چیونٹیاں گھوم پھر رہی ہوں۔

اتنی دیر میں ان کے والد رونے لگے تو میرے دوست نے پوچھا: اے میرے شفیق باپ! آپ کو کس چیز نے رلایا؟ کہنے لگے : میرے لال! تیری جدائی کا غم مجھے رُلا رہا ہے، تیرے مرنے کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔ پھر ان کی ماں، بچے اور زوجہ بھی رونے لگے۔ میرے دوست نے اپنی والدہ سے پوچھا: اے میری مہربان و شفیق ماں! تم کیوں رو رہی ہو؟ ماں نے جواب دیا : " میرے جگر کے ٹکڑے! مجھے تیری فرقت کا غم رُلا رہا ہے، میں تیرے بغیر کیسے رہ پاؤں گی۔ پھر اپنی بیوی سے پوچھا: تمہیں کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟ اس نے بھی کہا : میرے سرتاج! تیرے بغیر ہماری زندگی اجیرن ہو جائے گی، جدائی کا غم میرے دل کو گھائل کر رہا ہے، تیرے بعد میرا کیا بنے گا؟ پھر اپنے روتے ہوئے بچوں کو قریب بلایا اور پوچھا: میرے بچو! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟ بچے کہنے لگے : آپ کے وصال کے بعد ہم یتیم ہو جائیں گے، ہمارے سر سے سایہ پدری اٹھ جائے گا، آپ کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟ آپ کی جدائی کا غم ہمیں رلا رہا ہے۔

ان سب کی یہ باتیں سن کر میرے دوست نے کہا: مجھے بٹھادو۔ جب انہیں بٹھادیا گیا تو گھر والوں سے کہنے لگے:

تم سب دنیا کے لئے رو رہے ہو۔

تم میں سے ہر شخص میرے لئے نہیں بلکہ اپنا نفع ختم ہو جانے کے خوف سے رو رہا ہے، کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے اس بات نے رُلایا ہو کہ مرنے کے بعد قبر میں میرا کیا حال ہوگا، عنقریب مجھے وحشت ناک تنگ و تاریک قبر میں چھوڑ دیا جائے گا، کیا تم میں سے کوئی اس بات پر بھی رویا کہ مجھے مرنے کے بعد منکر و نکیر سے واسطہ پڑے گا؟ کیا تم میں سے کوئی اس خوف سے بھی رویا کہ مجھے میرے پروردگار عزوجل کے سامنے (حساب و کتاب) کے لئے کھڑا کیا جائے گا، تم میں سے کوئی بھی میری اُخروی پریشانیوں کی وجہ سے نہیں رویا بلکہ ہر ایک اپنی دنیا کی وجہ سے رو رہا ہے، پھر ایک چیخ ماری اور ان کی رُوح قفَسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

ثمرہ: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

حکایت نمبر:(5)

حضرت سیدنا عطاء رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ زمانے کے مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی زوجہ محترمہ رحمہااللہ نے آپ رحمہ اللہ سے کہا: ہمارے پاس آٹا بالکل ختم ہوگیا ہے اور کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ رقم وغیرہ ہے جس سے آٹا خریدا جا سکے؟ تو اس نے عرض کی: میرے پاس ایک درہم ہے جو اُون بیچ کر حاصل ہوا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا : لاؤ وہ درہم مجھے دو، میں آٹا خرید لاتا ہوں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ ایک درہم اور تھیلا لے کر بازار کی طرف گئے۔ جب دکان سے آٹا خریدنا چاہا تو اچانک ایک فقیر آ گیا اور اس نے کہا : اے ابو مسلم خولانی ! یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔ آپ رحمہ اللہ وہاں سے پلٹے اور دوسری دکان پر پہنچے، جیسے ہی آپ نے آٹا خریدنا چاہا دوبارہ وہی فقیر آ گیا اور کہنے لگا: اے ابو مسلم خولانی! میں بہت مجبور ہوں، یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔ اسی طرح وہ فقیر آپ رحمہ اللہ کے پیچھے لگا رہا بالآخر آپ رحمہ اللہ نے وہ درہم فقیر کو دے دیا۔

اب سوچنے لگے کہ گھر والوں کو کیا جواب دوں گا، وہ تو خالی تھیلا دیکھ کر پریشان ہوجائیں گے۔

چنانچہ آپ رحمہ اللہ ایک بڑھئی کی دکان پر گئے اور وہاں سے تھیلے میں لکڑی کا برادہ اور مٹی بھری اور گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا جیسے ہی دروازہ کھلا آپ رحمہ اللہ نے وہ تھیلا گھر والوں کے حوالے کیا اور آپ رحمہ اللہ گھر میں داخل ہوئے بغیر ہی واپس پلٹ گئے، آپ رحمہ اللہ پریشان تھے کہ جب تھیلا کھولا جائے گا تو اس میں سے مٹی اور برادہ نکلے گا اور گھر والے آٹا نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں گے، اسی خوف و پریشانی کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ سارا دن گھر نہ گئے۔

جب آپ رحمہ اللہ کی زوجہ محترمہ رحمہااللہ نے تھیلا کھولا تو وہ نہایت ہی عمدہ آٹے سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جلدی جلدی کھانا تیار کیا اور آپ رحمہ اللہ کا انتظار کرنے لگیں۔ جب آپ رحمہ اللہ رات گئے چپکے سے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رحمہ اللہ کی زوجہ محترمہ فوراً آپ کے لئے بہترین قسم کی روٹیاں لے کر آئیں، آپ رحمہ اللہ روٹیاں دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا: یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟ آپ رحمہ اللہ کی زوجہ محترمہ نے کہا: یہ اسی آٹے کی روٹیاں ہیں جسے آپ رحمہ اللہ لے کر آئے تھے۔" یہ سن کر آپ رحمہ اللہ رونے لگے، اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ اس نے لاج رکھ لی اور مٹی کو عمدہ آٹے میں تبدیل کر دیا۔

ثمرہ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ

حکایت نمبر:(6)

حضرت سیدنا قیس بن الحجاج رحمہااللہ سے مروی ہے: جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے کچھ لوگ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عجمی مہینوں میں سے کسی مہینے کی تاریخ کو آئے (اس وقت حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے گورنر تھے) ان لوگوں نے عرض کی:اے ہمارے محترم امیر ! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک پُرانی رسم ہے جب تک وہ رسم ادا نہ کی جائے اس وقت تک یہ جاری نہیں ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ کون سی رسم ہے جس کے ادا کئے بغیر یہ دریا جاری نہیں ہوتا؟لوگوں نے عرض کی : اس ماہ کی بارہ تاریخ ہم کسی نوجوان خوبصورت لڑکی کے والدین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں اس بات پر راضی کرتے ہیں کہ وہ اپنی خوبصورت دوشیزہ کو دریائے نیل میں ڈالنے کے لئے ہمارے حوالے کر دیں تا کہ یہ دریا جاری ہو اور ہم سب سیراب ہوسکیں پھر ہم اس نوجوان خوبصورت لڑکی کو عمدہ کپڑے پہنا کر زیورات سے آراستہ کرتے ہیں پھر اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔اس طرح ہر سال ہم اپنی ایک جوان لڑکی کی قربانی دیتے ہیں تب دریائے نیل جاری ہوتا ہے۔ان لوگوں کی یہ عجیب وغریب بات سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اِسلام میں ایسی کوئی بے ہودہ رسم جائز نہیں،بے شک اِسلام نے ایسی تمام باطل رسمیں مٹادی ہیں،تم اس مرتبہ اس رسم پر ہر گز عمل نہ کرنا۔

لوگ آپ کی بات سن کر واپس چلے گئے اور انہوں نے اس مرتبہ کسی بھی لڑکی کو دریا میں نہ پھینکا،دریائے نیل خشک رہا اور اس مرتبہ اس میں بالکل بھی پانی نہ آیا۔لوگ بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے اِرادہ کرلیا کہ ہم یہ ملک چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں۔جب حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خط لکھا اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا،جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً لکھوا کر بھیجا: تم نے بالکل سچ کہا کہ اِسلام بے ہودہ پُرانی رسموں کو مٹادیتا ہے۔مَیں تمہاری طرف مکتوب میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں جب تمہارے پاس میرا یہ مکتوب اور رقعہ پہنچے تو تم اس رقعے کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک مکتوب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو اس میں ایک چھوٹا سا رقعہ بھی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ لیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔

اس مبارک رقعے میں درج الفاظ کا مفہوم یہ ہے:

اللہ عزوجل کے بندے امیر المؤمنین (حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریا" نیل " کی طرف !

امابعد ! اے دریائے نیل! اگر تُو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو جاری مت ہو (ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں) اور اگر تجھے اللہ عزوجل واحد و قہار جاری فرماتا ہے تو ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ پڑھا اور دریائے نیل میں ڈال دیا جس وقت یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا اس وقت دریا بالکل خشک تھا اور لوگوں نے اس ملک کو چھوڑنے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن جب لوگ صبح دریائے نیل پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں اللہ عزوجل نے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رقعہ کی برکت سے) دریا میں سولہ گز پانی جاری فرمادیا اور اللہ عزوجل نے وہ رسمِ باطل مٹادی اور آج تک یہ رسم ختم ہے۔

ثمرہ:

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

NAZ Writes

حکایت نمبر:(7)

حضرت سیدنا عبدالوھاب بن عبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! نیکی کریں جنت پائیں۔

پھر اس نے چند عربی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میری بچیوں اور ان کی ماں کو کپڑے پہنایئے تو ہم ساری زندگی آپ کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ (یہ نیکی) ضرور کریں گے۔

امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر میں ایسا نہ کر سکوں تو؟ اعرابی بولا: اے ابوحفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر ایسا نہ ہوا تو میں چلا جاؤں گا۔

امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر فاورق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اگر تُو چلا گیا تو پھر کیا ہو گا؟

وہ کہنے لگا: تو پھر اللہ عزوجل کی قسم ! آپ سے میرے حال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ اور اس دن عطیات احسان اور نیکیاں ہوں گی۔ تو (محشر کے دن) کھڑے شخص سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اسے (حساب و کتاب کے بعد) یا تو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا یا جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔"

(اشعار کی صورت میں اس اعرابی کی یہ باتیں سن کر) امیرالمؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو حکم فرمایا: اے غلام ! اس شخص کو میری یہ قمیص عطا کر دو۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے اچھا شعر کہا ہے، بلکہ اس دن (یعنی روز قیامت) کیلئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم ! (اس وقت) اس قمیص کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک نہیں۔

ثمرہ: اَلدُّنیا مَزرَعَۃُ الآخِرَۃ

حکایت نمبر:(8)

حضرت سیدنا محمد بن کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چند مہمان آئے، سخت سردی کا موسم تھا، جب رات ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہمانوں کے لئے سادہ سا کھانا بھجوایا اور سردی سے بچاؤ کے لئے بستر وغیرہ نہ بھجوائے، مہمانوں میں سے کسی نے کہا : ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی سخت سرد رات میں صرف سادہ سا کھانا بھجوایا اور بستر وغیرہ نہیں بھجوائے، میں اس کی وجہ ضرور معلوم کروں گا۔ دوسرے نے کہا : اس معاملے کو چھوڑ، لیکن وہ شخص نہ مانا اور حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی جانب چل دیا، وہاں جاکر اسے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اتنی سرد رات میں بھی صرف اتنا لباس تھا جس سے ستر پوشی ہو سکے اس کے علاوہ کوئی لحاف وغیرہ نہ تھا۔

اس مہمان نے کہا : اے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! کیا بات ہے کہ تم نے بھی اس طرح بغیر لحاف کے رات گزاری ہے جس طرح ہم نے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: بے شک ہمارے لیے آخرت میں ایک گھر ہے جس کی طرف ہمیں منتقل ہو جانا ہے، ہم نے تمام لحاف اور بستر وغیرہ اس گھر کی طرف بھیج دیئے ہیں (یعنی تمام مال و اسباب راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر کے آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا ہے) اگر میرے پاس کوئی بستر وغیرہ ہوتا تو میں ضرور اپنے مہمانوں کی طرف بھیجتا اور سنو! ہمارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جسے کمزور شخص، زیادہ وزن والے کی نسبت جلدی پار کرلے گا، اے شخص !جو باتیں میں نے کیں کیا تجھے وہ سمجھ آگئیں ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ (یعنی میں خوب سمجھ چکا ہوں۔)

ثمرہ: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ

حکایت نمبر:(9)

حضرت سیدنا محمد بن علی مراُدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں (بادشاہِ مصر) " احمد بن طولون " کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اس کی قبر کے قریب قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے یکدم " احمد بن طولون " کی قبر پر آنا چھوڑ دیا۔ کافی عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: کیا تو وہی شخص نہیں جو " احمد بن طولون " کی قبر کے پاس قرآن پاک پڑھا کرتا تھا؟ تو وہ کہنے لگا: آپ نے بجا فرمایا، میں ہی ابن طولون کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ ہمارا حاکم تھا اور عدل وانصاف کے معاملے میں مشہور تھا لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کے لئے ایصال ثواب کروں۔ چنانچہ میں نے اس کی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔

حضرت سیدنا محمد بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے اس شخص سے پوچھا: پھر اب تم وہاں تلاوت کیوں نہیں کرتے؟ وہ شخص کہنے لگا: ایک رات میں نے خواب میں " احمد بن طولون " کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: تم میری قبر پر قرآن کی تلاوت نہ کیا کرو۔ میں نے کہا: آپ مجھے تلاوتِ قرآن سے کیوں منع کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: جب بھی تم قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کرتے ہو تو مجھے سر پر زوردار ضرب لگائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: کیا تم نے دنیا میں یہ آیت نہ سنی تھی؟ لہٰذا اس خواب کے بعد میں نے " احمد بن طولون " کی قبر پر تلاوت کرنا چھوڑ دی۔

ثمرہ: فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ

حکایت نمبر:(10)

حضرت سیدنا ابو سعید خراز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک متقی و پرہیز گار دوست کے ساتھ مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔ ہم تین دن وہاں رہے۔ ہم نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اپنی جھونپڑی میں رہتا ہے، اس کے پاس صرف ایک ڈول تھا جو ٹاٹ کے رومال سے ڈھکا رہتا۔ وہ فقیر عمدہ آٹے کی سفید روٹی کھاتا تھا۔ ہم حیران تھے کہ نہ جانے یہ روٹی اس کے پاس کہاں سے آتی ہے۔ مسلسل تین دن سے ہم نے کوئی شئے نہ کھائی تھی۔ میں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم! آج میں اس فقیر سے کہوں گا کہ آج رات ہم آپ کے ہاں بطور مہمان ٹھہریں گے، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور کہا: آج رات ہم آپ کے مہمان ہیں۔ اس نے کہا: خوش آمدید! یہ تو میرے لئے سعادت کی بات ہے۔ چنانچہ ہم دونوں دوست اس کی جھونپڑی میں آ گئے۔ عشاء کے وقت تک میں اسے دیکھتا رہا لیکن اس کے پاس میں نے کوئی شئی ایسی نہ دیکھی جس سے وہ ہماری ضیافت کرتا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو اس نے مجھے پکڑا دی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بہترین قسم کے دو درہم تھے۔ چنانچہ ہم نے کھانا خریدا اور کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ کچھ دنوں بعد میری اس فقیر سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا اور پوچھا: جس رات ہم آپ کے ہاں ٹھہرے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں اچانک دو درہم آ گئے تھے اور یہ بہت حیران کن بات تھی ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا راز ہے؟ اگر کسی عملِ صالح کے ذریعے آپ کو یہ کرامت ملی ہے تو وہ عمل مجھے بھی بتائیے؟ فقیر نے کہا: اے ابو سعید! وہ کوئی بڑا عمل نہیں، صرف ایک حرف ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ فقیر نے جواب دیا:

اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے اور خالق کی محبت دل میں بٹھا لے۔

ان شاء اللہ عزوجل تیری تمام حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔

ثمرہ: وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

حکایت نمبر:(11)

حضرت سیدنا معمر بن احمد بن محمد اصبہانی قدس سرہ الربانی نقل فرماتے ہیں، حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے ایک دفعہ بیان فرمایا:" میں ہر روز دریا کے کنارے جاتا اور کھجور کے پتّوں سے ٹوکریاں بناتا پھر وہ ٹوکریاں دریا میں ڈال دیتا۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ اس عمل سے مجھے دلی خوشی اور سکون حاصل ہوتا۔ مجھے یہ عمل کرتے ہوئے بہت دن گزر گئے۔ ایک دن میں نے دل میں کہا:" جو ٹوکریاں میں پانی میں ڈالتا ہوں آج دیکھوں گا کہ آخر وہ کہاں جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے اس دن ٹوکریاں نہ بنائیں اور دریا کے کنارے کئی گھنٹے مسلسل چلتا رہا۔

آخر کار میں دریا کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک بڑھیا بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا :" تو کیوں رو رہی ہے؟" وہ کہنے لگی :" میرے چھوٹے چھوٹے پانچ یتیم بچے ہیں، ہمیں فقر و فاقہ اور تنگدستی پہنچی تو میں رزقِ حلال کی تلاش میں اس دریا کے کنارے پر آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ کھجور کے پتوں سے بنی ٹوکریاں دریا میں بہتی ہوئی میری جانب آ رہی ہیں۔ میں نے انہیں پکڑا اور بیچ کر ان کی قیمت کو اپنے بچوں پر خرچ کر دیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ پھر روزانہ ایسے ہی ہوتا رہا اور یوں ہمارے گھر کا خرچ چلتا رہا لیکن آج ابھی تک ٹوکریاں نہیں آئیں، میں ان کے انتظار میں یہاں پریشان بیٹھی ہوں۔"

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور رب کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: "اے میرے رحیم کریم پروردگار عزوجل! اگر میں جانتا کہ میری کفالت میں پانچ بچے اور بھی ہیں تو میں زیادہ ٹوکریاں دریا میں ڈالتا۔" پھر میں نے اس بڑھیا سے کہا :" محترمہ !آپ پریشان نہ ہوں، آج آپ لوگوں کے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست میں کروں گا۔" پھر میں اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ واقعی بڑھیا غریب عورت ہے۔ چنانچہ میں کئی سال تک اسی طرح اس غریب بڑھیا اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش کرتا رہا۔ اللہ عزوجل اس عمل کو قبول فرمائے۔

ثمرہ: وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَوْلَـٰدَكُم مِّنْ إِمْلَـٰقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ

حکایت نمبر:(12)

حضرتِ سیّدُنا محمد بن خَلَف وَکِیْع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیّدُنا ابراہیم حَرْبی علیہ الرحمہ کا گیارہ سالہ اِکلوتا بیٹا حافظِ قرآن، دینی مسائل سے واقف اور بہت ہی فرمانبردار اور ذہین تھا۔ اچانک اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے تعزیت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں تو خود اس کی موت کا مُتَمَنّیٰ (یعنی تمنا کرنے والا) تھا۔ میں نے کہا:" آپ صاحبِ علم ہو کر اپنے فرمانبردار اور ذہین بیٹے کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں! حالانکہ وہ تو قرآن وحدیث اور فقہ کا جاننے والا تھا۔"

فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہوگئی۔ اور میدانِ مَحشر میں گرمی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے اپنے ہاتھوں میں پیالے لئے، بڑھ بڑھ کر لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں نے ایک بچے سے کہا:" بیٹا! مجھے بھی پانی پلاؤ۔" بچے نے میری طرف دیکھ کر کہا:" تم میرے والد نہیں ہو، (میں تمہیں پانی نہیں پلا سکتا) ۔" میں نے پوچھا :"تم کون ہو "؟ کہا: "ہمارا انتقال چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا اور ہم اپنے والدین کو دنیا میں چھوڑ کر یہاں آ گئے۔ اب ان کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ہمارے پاس آتے ہیں؟" جب وہ آتے ہیں تو ہر بچہ اپنے والدین کو پانی پلاتا ہے۔" خواب بیان کرنے کے بعد حضرت سیّدُنا ابراہیم حَرْبی علیہ الرحمہ نے فرمایا:" میں اسی لئے اپنے بیٹے کی موت کا متمنی تھا۔"

ثمرہ: صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ

حکایت نمبر:(13)

حضرتِ سیّدُنا محمد بن داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" میں نے حضرتِ سیّدُنا ابو بکُر فُوطی اور حضرت سیّدُنا عَمرو بن آدَمی علیہما الرحمہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا :" ہم دونوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم عروس البلاد (بغداد شریف) سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ دو خونخوار درندے بیٹھے ہوئے تھے۔"

حضرت سیّدُنا ابو بکُر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :" میں نے ابو عمرو علیہ الرحمہ سے کہا :" اے ابو عمرو! میں عمر میں تجھ سے بڑا ہوں تم میرے پیچھے چلو میں آگے چلتا ہوں تا کہ اگر یہ خونخوار درندے حملہ کریں تو میں ان کی زَد میں آجاؤں اور تم بچ جاؤ۔" حضرت سیّدُنا ابو عمرو علیہ الرحمہ نے کہا:" اگر میں نے ایسا کیا تو میرا ضمیر مجھے کبھی معاف نہیں کریگا۔ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ آؤ ہم دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آیا تو ہم دونوں کو ہی آئے گا۔" چنانچہ ہم چلے اور درندوں کے درمیان سے گزر گئے۔ حملہ تو کُجا انہوں نے حرکت تک نہ کی۔"

ابن جَہْضَم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :" دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ کسی بھی حالت میں دوست کو تکلیف نہ پہنچنے دے۔

ثمرہ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي

حکایت نمبر:(14)

حضرتِ سیّدُنا حبیب بن صُبْہان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ قادسیہ میں شریک ہوا۔ ہمارے دشمن "مدائن" کی طرف بھاگے تو ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ راستے میں دریائے "دِجلَہ" حائل تھا۔ دشمن نے پُل توڑ دیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر دریا عبور کر لیا۔ جب ہم پل کے قریب پہنچے تو وہ پانی میں بہہ رہا تھا۔ کوئی راہ نظر نہ آئی۔ کشتیاں تھیں نہیں کہ ان کے ذریعے دریا عبور کرتے۔ بالآخر لشکرِ اسلام میں سے ایک عظیم مجاہد نے اپنا گھوڑا لشکر سے نکالا اور دریا میں دوڑا دیا وہ مردِ مجاہد قرآنِ پاک کی یہ

آیت پڑھتا جا رہا تھا:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا

اور کوئی جان بے حکمِ خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھ رکھا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم مجاہد نے دریا عبور کر لیا۔ اس کے پیچھے پیچھے تمام لشکر نے اپنی اپنی سواریاں دریا میں اتار دیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے سب لشکر بمعہ ساز و سامان صحیح و سالم دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ کسی کی رسی یا ایک تیر بھی گم نہ ہوا۔ جب دشمن نے ہمیں دیکھا تو ان کا پورا لشکر بغیر جنگ کئے بہت سارا مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لشکرِ اسلام میں سے ہر مجاہد کو تیرہ تیرہ جانور اور بہت سے سونے چاندی کے برتن ملے۔ بغیر جنگ کئے مسلمانوں کو یہ عظیم فتح حاصل ہوئی اور مالِ غنیمت بھی بے انتہا ملا۔

؎ دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ثمرہ: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

حکایت نمبر:(15)

حضرتِ سیّدُنا حسن بن عبد الرحمن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ " بصرہ میں ایک مالدار شخص رہتا تھا۔ایک دن جب وہ اپنے باغ میں گیا تو دیکھا کہ اس کا نوکر اپنی حسین وجمیل بیوی کے ساتھ باغ میں موجود ہے۔نوکر کی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر مال دار کی نیت خراب ہوگئی۔اس نے عورت کو محل میں بھیجا اور نوکر سے کہا:" جاؤ! ہمارے لئے کھجوریں توڑلاؤ، جب کھجوریں توڑ چکو تو فلاں فلاں کو میرے پاس بلالانا۔"نوکر حکم پاتے ہی کھجوریں لینے چلا گیا۔اب یہ اپنے محل میں آیا اور نوکر کی بیوی سے کہا:"تمام دروازے بند کردو۔" عورت نے تمام دروازے بند کر دیئے تو مال دار نے کہا:" کیا تمام دروازے بند کر دیئے؟"

سمجھ دار نیک عورت نے کہا:" صرف ایک دروازہ میں بند نہ کر سکی۔" مال دار نے کہا:" کون سا دروازہ تو نے بند نہیں کیا؟" اس نے کہا:" وہ دروازہ جو ہمارے اور ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہے، میں اسے بند نہیں کر سکی۔"یہ جملہ اس مال دار کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہو گیا۔وہ گناہ سے بچ گیا اور رو رو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

ثمرہ: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ

حکایت نمبر:(16)

حضرتِ سیّدُنا عمر بن وَاصِل علیہ الرحمہ سے منقول ہے،ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا سَہل علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا: "اے ابو محمد! لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایسے عظیم بزرگ بھی ہیں جن کی صبح "بصرہ" ہوتی ہے اور شام مکۂ مکرمہ میں۔ کیا واقعی ایسا ہے؟" فرمایا: "ہاں! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں، جو پہلو کے بل لیٹے ہوتے ہیں اور کروٹ بدلتے ہیں تو جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔" پھر کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا: "کیا ہم دیکھتے نہیں کہ بادشاہ اپنے وزیروں اور مُشیروں میں سے جسے زیادہ فرمانبردار، بہادر اور اچھی نیت والا دیکھتے ہیں اسے اپنے خزانوں کی چابیاں دے دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ امورِ مملکت میں جو چاہے کرو، تم بااختیار ہو۔" اسی طرح بندہ جب اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہتا ہے، جن کاموں کا حکم دیا گیا انہیں بجالاتا ہے۔ جن سے منع کیا گیا ان سے باز رہتا ہے اور ہر اس کام کو بخوشی کرتا ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا مُقرَّب بنالیتا ہے۔

ثمرہ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

حکایت نمبر:(17)

حضرتِ سیّدُنا عبید اللہ بن عمر قَوَارِیرِی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" میں نے ہمیشہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر افسوس! ایک مرتبہ میری عشاء کی جماعت فوت ہوگئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا، میں اس کی خاطر مُدارات (مہمان نوازی) میں لگا رہا۔ فراغت کے بعد جب مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی۔ اب میں سوچنے لگا کہ ایسا کون سا عمل کیا جائے جس سے اس نقصان کی تلافی ہو۔ یکا یک مجھے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آیا کہ "باجماعت نماز، منفرد کی نماز پر اکیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔ اسی طرح پچیس اور ستائیس درجے فضیلت کی حدیث بھی مروی ہے۔"

میں نے سوچا، اگر میں ستائیس مرتبہ نماز پڑھ لوں تو شاید جماعت فوت ہو جانے سے جو کمی ہوئی وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ، میں نے ستائیس مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر مجھے نیند نے آلیا۔ میں نے اپنے آپ کو چند گھڑ سواروں کے ساتھ دیکھا، ہم سب کہیں جارہے تھے۔ اتنے میں ایک گھڑ سوار نے مجھ سے کہا:" تم اپنے گھوڑے کو مشقت میں نہ ڈالو، بے شک تم ہم سے نہیں
مل سکتے۔" میں نے کہا:" میں آپ کے ساتھ کیوں نہیں مل سکتا؟" کہا : "اس لئے کہ ہم نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی ہے۔

ثمرہ: إِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا

حکایت نمبر:(18)

حضرت سیّدُنا ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ "ایک مرتبہ میں "رَے" (ایران کے دار الخلافہ، موجودہ نام تہران) کے قاضی موسیٰ بن اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی محفل میں تھا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل حل کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک عورت ان کے پاس لائی گئی، اس کے سر پرستوں کا دعویٰ تھا کہ اس عورت کے شوہر نے اس کا پانچ سو دینار مہر ادا نہیں کیا۔ جب اس کے شوہر سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا: "مجھ پر مہر کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔" شوہر کے انکار پر قاضی صاحب نے عورت سے گواہ طلب کئے، گواہ حاضر کئے گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: "میں اس عورت کو دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اسے پہچان کر گواہی دوں۔" چنانچہ، وہ عورت کی طرف بڑھا اور کہا: "تم اپنا نقاب ہٹاؤ تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے۔" یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے کہا: "یہ شخص میری زوجہ کے پاس کیوں آیا ہے؟" وکیل نے کہا: "یہ گواہ تمہاری زوجہ کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہے تاکہ پہچان ہو جائے۔"

یہ سن کر غیرت مند شوہر پکار اُٹھا: "اس شخص کو روک دو، میں قاضی صاحب کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ جو دعویٰ میری زوجہ نے مجھ پر کیا ہے وہ مجھ پر لازم ہے، میں پانچ سو دینار ادا کرنے کو تیار ہوں، خدارا! میری زوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد پر ظاہر نہ کیا جائے۔" چنانچہ، گواہ کو روک دیا گیا۔ جب عورت نے اپنے غیرت مند شوہر کا یہ جذبہ دیکھا تو کہا: "سب گواہ ہو جاؤ! میں نے اپنا مہر معاف کر دیا، میں دنیا و آخرت میں اس کا مطالبہ نہ کروں گی، یہ مہر میرے غیرت مند شوہر کو مُبارَک ہو۔" محفل میں موجود تمام لوگ میاں بیوی کے اس فیصلے پر عَش عَش کر اُٹھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا: "ان دونوں کا یہ معاملہ بہترین اوصاف اور اعلیٰ اخلاق پر دلالت کرتا ہے۔"

ثمرہ: وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ

حکایت نمبر:(19)

حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے منقول ہے کہ ایک دن میں اپنے والدِ محترم حضرتِ سیّدُنا احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ اپنے گھر میں تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میرے والد نے فرمایا: "بیٹے، جاؤ! دیکھو! کون ہے؟" میں باہر گیا تو ایک باپردہ خاتون کھڑی تھی اس نے مجھ سے کہا: "اے عبد اللہ! احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرے اندر آنے کی اجازت طلب کرو۔" میں والد صاحب کے پاس آیا اور اس خاتون کے متعلق بتایا تو انہوں نے اجازت عطا فرمادی۔ وہ آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی پھر پوچھا: "اے ابو عبد اللہ! میں رات کو چراغ کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں، جب کبھی چراغ بجھ جائے تو چاند کی روشنی میں بھی سوت کات لیتی ہوں، کیا سوت فروخت کرتے وقت خریدار کے سامنے یہ ظاہر کرنا مجھ پر لازم ہے کہ یہ سوت چاند کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے اور یہ چراغ کی روشنی میں؟"

میرے والدِ محترم حضرتِ سیّدُنا احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اگر آپ ان دونوں اُونوں میں فرق کر سکتی ہیں تو ضروری ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ فروخت کریں۔" خاتون نے پھر سوال کیا: "اے ابو عبد اللہ! کیا شدتِ مرض کی وجہ سے مریض کا کراہنا یا آہیں بھرنا شکوہ کہلائے گا؟" فرمایا: "میں امید کرتا ہوں کہ یہ شکوہ نہیں، لیکن تمام غموں اور مصیبتوں کی فریاد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کی جاتی ہے۔" متقی خاتون رخصت ہو گئی۔

میرے والد نے مجھ سے فرمایا: "میرے بیٹے! میں نے آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے اس خاتون کی مثل سوال کیا ہو۔ جاؤ! دیکھو! یہ خاتون کون ہے اور کہاں رہتی ہے؟" میں اس کے پیچھے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیّدُنا بِشر حافی علیہ الرحمہ کے گھر میں داخل ہو گئی وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ تھی۔ میں نے واپس آ کر والد صاحب کو بتایا تو انہوں نے فرمایا: "بِشر حافی علیہ الرحمہ کی ہمشیرہ کے علاوہ کوئی اور عورت اتنی متقی و پرہیز گار نہیں ہو سکتی۔"

ثمرہ: يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

حکایت نمبر:(20)

حضرتِ سیّدُنا اُبی بن کَعب حارِثی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" ایک مرتبہ میں اپنے گمشدہ اونٹوں کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو اپنے برتنوں کو دودھ سے بھر لیا پھر میں نے دل میں کہا :" یہ میں نے اچھا نہیں کیا، سارے برتن دودھ سے بھر لئے لیکن وضو کے لئے پانی وغیرہ بھرا ہی نہیں، میرا یہ عمل غیر منصفانہ ہے (یعنی اس میں انصاف نہیں) اس خیال کے آتے ہی میں نے برتنوں کو دودھ سے خالی کیا اور پانی بھر لیا۔ پھر اونٹوں کی تلاش میں چل دیا۔ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ایسا کرم فرمایا کہ جو برتن وضو کے لئے بھرے تھے ان میں تو پانی ہی رہا لیکن جو پینے کے لئے بھرے تھے وہ بھی سب دودھ سے بھر گئے۔ میں تین دن اونٹوں کی تلاش میں رہا اور تینوں دن مجھ پر اسی طرح رحمتِ خداوندی کی برسات ہوتی رہی۔ پھر میں دریا کی طرف گیا تو ایک آواز سنائی دی:

" اے ابو کَعب! بھنا ہوا گوشت چاہیے یا دودھ ہی بہتر ہے؟ بے شک وہی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ بھوک و پیاس سے نجات دینے والا ہے۔" پھر میں اپنی قوم کی طرف آیا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو قبیلہ بنو قَنان کے سردار علی بن حارِث نے کہا: "میرا خیال ہے کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ بس کہنے کی حد تک ہے۔" میں نے کہا:" اللہ عَزَّوَجَلَّ حقیقتِ حال کو بہتر جانتا ہے۔" پھر میں اپنے گھر آیا اور سو گیا۔ نمازِ فجر کے وقت کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میں باہر آیا تو سامنے قبیلہ بنو قنان کے سردار علی بن حارِث کو پایا۔ میں نے کہا:" اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے حکم فرمایا ہوتا تو میں خود حاضر ہو جاتا، آپ نے کیوں تکلیف کی؟" کہا:" میں اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ تمہارے پاس چل کر آؤں، سنو! آج رات جب میں سویا تو کسی نے میرے خواب میں آکر کہا: "تو وہی ہے نا جس نے اس شخص کی تکذیب کی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں اور عطاؤں کا تذکرہ کرتا ہے۔"میری توبہ ! میں آئندہ کبھی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں اور نعمتوں کا ذکر کرنے والے کی باتوں میں شک نہیں کروں گا۔"

ثمرہ: اَللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ

حکایت نمبر:(21)

حضرتِ سیّدُنا وُہَیب بن وَرْد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عالَمِ اسلام کے عظیم خلیفہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ نے مسافروں، مسکینوں اور فقراء کے لئے ایک مہمان خانہ بنا رکھا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر والوں کو تنبیہ کی ہوئی تھی کہ اس مہمان خانے سے تم کوئی چیز بھی نہ کھانا،اس کا کھانا صرف مسافروں اور غرباء و فقراء کے لئے ہے۔ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو ایک کنیز کے ہاتھ میں پیالہ دیکھا جس میں صرف دو گھونٹ دودھ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا : "یہ کیا ہے؟" کنیز نے عرض کی :" اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حاملہ ہے،اسے چند گھونٹ دودھ پینے کی خواہش ہو رہی تھی اور جب حاملہ عورت کو وہ چیز نہ دی جائے جس کی اسے خواہش ہو تو ڈر ہوتا ہے کہ اس کا حمل ضائع ہو جائے لہٰذا اسی خوف سے میں یہ دو گھونٹ دودھ مہمان خانے سے لے آئی ہوں۔"

حضرتِ سیّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنیز کا ہاتھ پکڑا اور اپنی زوجۂ محترمہ کے پاس لے کر چلے، جاتے ہوئے باآوازِ بلند فرمایا: " اگر اس کا حمل فقیروں، محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رُک سکتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نہ روکے۔" پھر اپنی زوجہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے عرض کی:" میرے سر تاج! کیا بات ہے؟" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:" اس کنیز کا یہ خیال ہے کہ جو تیرے بطن میں حمل ہے وہ مسکینوں، محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رُک سکتا،اگر یہی بات ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے حمل کو نہ روکے۔" سعادت مند زوجہ نے جب یہ سنا تو کنیز سے کہا:" جا! یہ دودھ واپس لے جا،خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اسے ہر گز نہ چکھوں گی۔" چنانچہ، کنیز دودھ کا پیالہ واپس لے گئی۔

ثمرہ: إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا

حکایت نمبر:(22)

حضرتِ سیّدُ ناعُبّاد خوّاص علیہ الرحمہ سے منقول ہے: ایک مرتبہ حضرت سیّدُ ناموسیٰ کلیم اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رورو کر بڑے رِقّت انگیز انداز میں مصروفِ دعا تھا۔ حضرت سیّدُ ناموسیٰ کلیم اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام اسے دیکھتے رہے پھر بارگاہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں عرض گزار ہوئے: "اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو اپنے اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کر رہا؟" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: "اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرلے کہ آسمان کو چھولیں تب بھی میں اس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔" حضرتِ سیّدُ ناموسیٰ کلیم اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے عرض کی :" میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس کی کیا وجہ ہے؟" ارشاد ہوا: " یہ حرام کھاتا اور حرام پہنتا ہے اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔ "

ثمرہ: يَآأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

حکایت نمبر:(23)

حضرتِ سیّدُنا کَعبُ الاُحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین عبادت گزار جمع ہوئے اور کہنے لگے: "آؤ! ہم میں سے ہر ایک اپنا سب سے بڑا گناہ یاد کرے۔ چنانچہ، پہلا شخص اپنی زندگی کا سب سے بڑا گناہ بتاتے ہوئے کہنے لگا: " ایک مرتبہ میں اور میرا ایک دوست کہیں جارہے تھے۔ ہمارا آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا۔ راستے میں ہمارے درمیان ایک درخت حائل ہوا، میں اچانک درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کے سامنے آیا تو وہ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا: "میں تجھ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔ " بس یہی مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خطا معلوم ہوئی، اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف فرمائے۔ "

دوسرے نے کہا :" میں اسرائیلی ہوں، ہماری شریعت میں حکم ہے کہ" اگر کسی کے جسم پر نجاست لگ جائے تو جسم کا وہ حصہ کاٹنا ضروری ہے"۔ ایک مرتبہ میرے جسم پر پیشاب لگ گیا تو میں نے آلودہ حصہ کاٹ دیا لیکن کاٹنے میں زیادہ مبالغہ نہیں کیا۔ بس یہی گناہ میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ ربّ ُالعزّت میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔"

تیسرے نے کہا:"ایک مرتبہ میری والدہ نے مجھے پکارا تو میں نے فوراً "لَبَّیْک" کہا، لیکن تیز ہَوا کی وجہ سے آواز والدہ تک نہ پہنچ سکی تو وہ غصے میں آ کر مجھے پتھر مارنے لگی۔ میں لاٹھی لے کر اس کی طرف گیا تا کہ وہ اس کے ذریعے مجھے مارے اور اس کا غُصَّہ ٹھنڈا ہو جائے، لاٹھی دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر بھاگی اور اس کا سر درخت سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا۔ بس یہی میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔"

ثمرہ: حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا

حکایت نمبر:(24)

حضرت سیّدُنا عبدُالوَاحِد بن بُکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت رَقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود تھا۔ دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ میں نے محمد بن صَلت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: " ایک مرتبہ میں حضرتِ سیّدُنا بِشر بن حَارِث حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے آ کر سلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر میں بھی کھڑا ہونے لگا تو آپ نے منع فرمادیا۔ جب وہ شخص بیٹھ گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ایک درہم دیتے ہوئے کہا :"جاؤ! روٹی، مکھن اور برنی کھجوریں خرید لاؤ۔"میں نے مطلوبہ چیزیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر کر دیں۔ آپ نے آنے والے کے سامنے رکھیں، اس نے کچھ کھائیں اور باقی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں۔ کچھ دیر بعد وہ واپس چلا گیا۔ حضرتِ سیّدُنا بِشر بن حَارِث حافی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: " اے بیٹے ! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کھڑا ہونے سے کیوں منع کیا؟" میں نے کہا : "نہیں۔" فرمایا: " تمہارے اور اس شخص کے درمیان کوئی معرفت نہیں تھی میں نے چاہا کہ تمہارا کھڑا ہونا صرف رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہونا چاہیے تم چونکہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو رہے تھے اس لئے میں نے تمہیں منع کر دیا۔"

پھر پوچھا:"تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں درہم دیتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ فلاں فلاں چیز لے آؤ۔" میں نے کہا: "نہیں۔" فرمایا:" بے شک اچھا کھانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کا سبب ہے۔"پھر کہا:" اچھا یہ بتاؤ کہ وہ شخص بقیہ کھانا اپنے ساتھ کیوں لے گیا؟" میں نے کہا :" حضور !مجھے نہیں معلوم۔" فرمایا: "اِن لوگوں کے نزدیک جب تَوَکل درست ہو جائے تو پھر کسی چیز کو اپنے پاس جمع کرنا کوئی ضرر نہیں دیتا۔"پھر فرمانے لگے : جانتے ہو وہ آنے والا کون تھا؟ وہ حضرتِ سیّدُنا فَتْح مَوصِلی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ہم سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔

ثمرہ: اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ

حکایت نمبر:(25)

حضرتِ سیّدُنا خالد رَبَعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے،بنی اسرائیل کے ایک شخص نے شریعت کا علم حاصل کیا اور پھر اس دینی علم کی وجہ سے دنیوی دولت اور شہرت طلب کرتا رہا،اس کی ساری زندگی اسی کام میں گزر گئی۔جب بڑھاپا آیا،موت کے سائے گہرے ہوئے اور سفرِ دنیا ختم ہونے لگا تو اسے اپنی غلطی کا خوب احساس ہوا۔اس نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا: "تو نے دین میں جو بِگاڑ پیدا کیا لوگ تو اس سے ناواقف ہیں۔لیکن تیرا کیا خیال ہے، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی تیرے اس بگاڑ سے بے خبر ہے؟وہ وحدہ،لاشریک جَلَّ جَلَالُہٗ ذات تو ہر ہر شئے سے واقف ہے۔اب تیری موت قریب آ گئی ہے۔تیرے لئے بہتر ہے کہ جلد از جلد اپنی بداعمالیوں سے توبہ کر لے۔" چنانچہ،اس اسرائیلی عالم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کی،اور اس نے اپنی ہنسلی کی ہڈی میں زنجیر ڈال کر اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا اور کہا : "میں اس وقت تک اپنے آپ کو آزاد نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری توبہ قبول فرمالی ہے۔اور اگر میری توبہ قبول نہ ہوئی تو اسی حالت میں اپنی جان دے دوں گا۔جب اس نے اس طرح التجا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:" اس اسرائیلی عالم سے کہہ دو کہ اگر تیرا گناہ ایسا ہوتا جو صرف میرے اور تیرے درمیان تک محدود ہوتا تو میں تیری توبہ قبول کر لیتا لیکن جن لوگوں کو تو نے گمراہ کیا ہے ان کا کیا حال ہوگا؟ تو نے انہیں گمراہ کر کے جہنم میں داخل کروادیا اب میں تیری توبہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

ثمرہ: وَدَّت طَّآئِفَةٌ مِّنۡ أَهۡلِ الۡكِتَٰبِ لَوۡ يُضِلُّونَكُمۡ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ